ہے۔ کرغیزستان (اور ازبکستان) کے مغرب کی طرف واضح جھکاؤ پر ایران اور چین کو شدید تشویش لاحق ہے۱۴۲۔ ۱۹۹۴ء میں کرغیزستان کے لیے امریکی امداد ۵۰ ملین ڈالر تک پہنچ گئی تھی۔ آزاد ممالک کی دولت مشترکہ میں شامل ممالک میں (روس کے بعد؟) کرغیزستان کو (۱۹۹۶ء میں) سب سے زیادہ امریکی امداد فراہم کی گئی۔ اس کے علاوہ کرغیزستان کی ناٹو میں شمولیت ممکن بنانے کے لیے متعدد وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں۱۴۳۔ اکثر تجزیہ نگاروں کی رائے میں کرغیزستان میں امریکہ کی گہری دلچسپی اور اسے دی جانے والی امریکی امداد کا بڑا سبب جمہوریہ میں دیگر علاقائی طاقتوں اور بالخصوص مسلم ممالک' جن میں ایران بھی شامل ہے' کے اثر و نفوذ کا سدباب کرنا ہے۱۴۴۔ بحیثیت مجموعی ای سی او کے بانی ممبر ممالک (ایران' ترکی اور پاکستان) میں سے ایران ہی وہ واحد خوش قسمت ملک ہے جو خطے میں مضبوطی سے قدم جمانے میں سب سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔

ایران - سابق سوویت ریاستیں : اجتماعی تعلقات

خطے کے دارالحکومتوں کے ساتھ تہران کے تعلقات کے اجتماعی پہلو پر بحث انتہائی پیچیدہ ہے۔ ای سی او کے ممبر ممالک کی حیثیت سے تمام وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ ایرانی تعلقات بیک وقت دوطرفہ بھی کہلائے جاسکتے ہیں اور (اگر یہ ای سی او کے دائرہ کار کے تحت یا اثرات کے لحاظ سے خطے کے دیگر ممالک کا احاطہ کرتے ہوں) کثیر الاطراف یا اجتماعی بھی۔ بہرحال خطے کے ساتھ ایران کے اجتماعی تعلقات کو تین بین الاقوامی / اجتماعی تنظیموں کے دائرہ کار کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اولاً: اسلامی کانفرنس تنظیم

وسط ایشیائی ریاستوں اور دیگر نو آزاد سابق سوویت مسلم ریاستوں کی اسلامی دنیا اور خاص کر پڑوسی اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات کے قیام کی خواہش کی پشت پر محض اقتصادی عوامل کار فرما رہے ہیں۔ ان ریاستوں کے موجودہ حکمران اسلامی جغروسیاست(Islamic geopolitics) سے قطعاً" نابلد ہیں۔ یہ ریاستیں روس کی سربراہی میں " آزاد ممالک کی دولت مشترکہ " کی سلامتی کے نظام کا حصہ ہیں۔ ان حکمرانوں کی ذہنی ساخت میں تبدیلی کا مستقبل قریب میں کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ تاحال روس پر انحصار کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس پس منظر میں ان ریاستوں کی طرف سے اسلامی کانفرنس تنظیم میں شرکت کے بارے میں گرم جوشی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ان

ریاستوں کے حکمران طبقے ان کی اسلامی کانفرنس تنظیم میں شرکت کو "پان اسلامزم" کے رجحانات سے تعبیر کئے جانے سے خوفزدہ تھے۔ ان کے لیے اسلامی کانفرنس تنظیم کی سیاسی نوعیت اس کی "منفی" خصوصیت تھی۔ وہ اسلامی دنیا کی مشکلات -- کشمیر' فلسطین' قبرص اور بوسنیا -- پر بحث میں شرکت کے نتیجے میں جانبداری یا "اسلامی بھائی چارے" کا تاثر دینے سے خوفزدہ تھے۔ قازقستان کے صدر نورسلطان نذر بائیف نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ ان کا ملک اسلامی ملکوں کے ساتھ اقتصادی تعاون کا خواہاں ہے' لیکن (اسلامی) سیاست میں ملوث ہونا قطعاً" نہیں چاہتا[۱۴۵]۔ بہرحال ان تمام تحفظات کے باوجود تمام نو آزاد ممالک یا تو اسلامی کانفرنس تنظیم میں بطور مستقل ممبر شرکت اختیار کرچکے ہیں اور یا بطور مبصر۔ اسلامی کانفرنس تنظیم کے دائرہ کار میں ان ریاستوں کے ساتھ ایران اجتماعی تعلقات میں شریک ہے۔ یہ ریاستیں "اسلامی ترقیاتی فنڈ" میں بھی شامل ہوگئی ہیں اور ان میں سے بعض کو اس فنڈ سے امدادی رقوم بھی مہیا کی جاچکی ہیں[۱۴۶]۔

ثانیاً": تنظیم برائے اقتصادی تعاون (ای سی او)

۱۹۹۲ء کے اختتام تک تقریباً" تمام نو آزاد وسط ایشیائی ریاستیں ای سی او میں شمولیت اختیار کرچکی تھیں۔ ای سی او اقتصادی تعاون کی ایک علاقائی تنظیم ہے اور اس کے مقاصد میں ممبر ممالک کے مابین تجارتی رکاوٹوں کو دور کرنا' صنعتی شعبے میں تعاون کے مشترکہ منصوبوں پر عمل کرنا' علاقائی منڈی کا قیام' ممبر ممالک کے پرائیویٹ سیکٹروں کے اشتراک سے ای سی او ترقیاتی / سرمایہ کاری بینک کا قیام' جہاز رانی کے شعبے میں تعاون' ممبر ممالک کے مابین ہوائی سروس' ریلوے لائنوں اور سڑکوں کی تعمیر کے ذریعے براہ راست روابط کا قیام' ڈاک کے نظام' ٹیلی مواصلات اور سیاست کے شعبوں میں قریبی تعاون نیز ثقافتی' تعلیمی اور ابلاغ عامہ کے شعبوں میں نزدیکی روابط کا قیام شامل ہیں[۱۴۷]۔

ای سی او میں وسط ایشیائی ممالک کی شرکت کے بعد اس کے متعدد سربراہی اجلاس منعقد ہوچکے ہیں اور ان میں ممبر ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کو فروغ اور وسعت دینے کے لیے متعدد مشترکہ منصوبوں کی منظوری دی جاچکی ہے۔ ۱۳ اور ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء کو ترکمنستان کے دارالحکومت عشق آباد میں تنظیم کی دو روزہ غیر معمولی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تنظیم کے تمام رکن ممالک (دس) نے شرکت کی۔ اس سربراہ کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس میں تیل اور گیس کی بالترتیب دو دو پائپ لائنوں کی تعمیر کے بڑے بڑے منصوبوں کی

حتمی منظوری کا ذکر کیا گیا۔ تیل کی ایک پائپ لائن قازقستان سے ازبکستان' ترکمنستان اور افغانستان کے راستے پاکستان تک جبکہ دوسری وسط ایشیائی ریاستوں سے ایران کے راستے خلیج فارس تک بچھائی جائے گی۔ گیس کی دو پائپ لائنوں میں سے ایک ترکمنستان سے ایران اور ترکی کے راستے یورپ تک اور دوسری ازبکستان سے افغانستان کے راستے پاکستان تک بچھائی جائے گی۔ ترکمنستان سے پاکستان کے شہر ملتان تک گیس پائپ لائن کی تعمیر کے منصوبے پر ڈھائی ارب ڈالر کے اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا ہے۱۴۸۔ اس گیس پائپ لائن کو مستقبل میں بھارت تک توسیع دینے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

ایران نے ای سی او کے پروگراموں کے تحت بڑی حد تک مواصلاتی ڈھانچہ تعمیر کر لیا ہے اور وہ ریلوے لائنوں اور سڑکوں کے ایسے جال بچھانے میں مسلسل مصروف ہے جس سے اس کے وسط ایشیائی ریاستوں کے ساتھ زمینی راستے سے روابط قائم ہو جائیں گے۔ ایران کے راستے پائپ لائن کی تعمیر پر امریکہ کی طرف سے رضامندی کے اظہار کے بعد اس منصوبے پر فوری عملدرآمد کے امکانات روشن ہیں۔ ایران اپنے ریلوے نیٹ ورک کو قفقاز تک توسیع دینے کے پروگرام پر بھی تیزی سے عمل پیرا ہے۔ ای سی او کے دائرہ کار میں نو آزاد ریاستوں کے ساتھ اجتماعی تعلقات کے ضمن میں ایران متعدد دیگر منصوبوں پر بھی عمل پیرا ہے۔ جن میں ترکمنستان' ازبکستان اور آذربائیجان کو ایران کے گیس پائپ لائن نیٹ ورک اگات-۱ (IGAT-1) اور اگات-۲ (IGAT-II) سے ملانے کے لیے سرخس سے مشہد اور گرگان تک ایک گیس لوپ سسٹم (gas loop system) کی تعمیر کا منصوبہ شامل ہے۱۴۹۔

ثالثاً: بحیرہ کیسپین کے ساحلی ممالک کی تنظیم

۱۹۹۲ء میں بحیرہ کیسپین کے ساحلی ممالک روس' ایران' ترکمنستان' قازقستان اور آذربائیجان نے ایک تنظیم کے قیام کا اعلان کیا جس کا نام "دی آرگنائزیشن آف دی کیسپین سی لٹورل سٹیٹس" (بحیرہ کیسپین کے ساحلی ممالک کی تنظیم) رکھا گیا۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تہران میں ہے اور اس کے قیام میں ایران نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس تنظیم کا مقصد تمام ساحلی ممالک کے اشتراک سے بحیرہ کیسپین سے متعلق ماحولیاتی مسائل پر قابو پانے اور بحیرہ کے سواحل میں قدرتی دولت کی تقسیم کی غرض سے قانونی نظام کی تشکیل کرنا ہے۔ تاکہ بحیرہ کیسپین سے متعلق متنازعہ امور کا تصفیہ ہوسکے اور نتیجتاً بحیرہ کے ساحلی ممالک میں باہمی سود مند تعلقات کو فروغ دیا

جاسکے۔ تنظیم کے لیے اہم ترین چیلنج اس بات کا تعین کرنا ہے کہ بحیرہ ایک بڑا آبی ذخیرہ (جھیل) ہے یا سمندر۱۵۰۔ یہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اگر کیسپین آبی ذخیرہ (بحیرہ یا جھیل) ہے جیسا کہ روس اور ایران کا دعوی ہے تو اس میں موجود تمام قدرتی دولت اور ذخائر کو مشترک ملکیت سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ سمندر ہے جیسا کہ آذربائیجان' قازقستان اور ترکمنستان کا موقف ہے تو ہر ملک اپنی ساحلی حدود میں موجود قدرتی وسائل کے ذخائر کا مالک تصور ہوگا۱۵۱۔

ایران نے کوشش کی ہے کہ اس معاملے پر اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے اور اس سلسلے میں وہ دیگر ساحلی ممالک کا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ ایران کی اس مصالحت پسندانہ پالیسی کی بدولت وہ اختلافات کے باوجود کیسپین کے سواحل پر واقع اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے میں کامیاب رہا ہے۔

ایران ۔ سابق سوویت ریاستوں کے تعلقات کے ضمن میں ایران کے قومی اداروں کا کردار

وسط ایشیائی ریاستوں اور قفقاز و روس کے ساتھ اجتماعی تعلقات کے ضمن میں ایرانی وزارت خارجہ کا ایک ذیلی ادارہ "انسٹی ٹیوٹ فار پولیٹیکل اینڈ انٹرنیشنل سٹڈیز" (آئی پی آئی ایس) اور ایک دیگر ایرانی ادارہ "آفس فار ریسرچ اینڈ ایجوکیشن" (او آر ای) انتہائی فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ آئی پی آئی ایس میں وسطی ایشیا اور قفقاز پر تحقیق و مطالعہ کے لیے ایک مستقل سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو "سنٹر فار دی سٹڈی آف سنٹرل ایشیا اینڈ دی کا کیسس" (سی ایس سی اے سی) کہلاتا ہے۔ اس سنٹر کے زیر اہتمام ایک سہ ماہی مجلّہ "مطالعات آسیائی مرکزی و قفقاز" شائع ہوتا ہے جس میں وسطی ایشیا اور قفقاز کی ریاستوں (اور روس) کے اقتصادی' سماجی' سیاسی' مذہبی' ثقافتی اور متعدد دیگر شعبوں سے متعلق مقالات اور رپورٹیں شامل ہوتی ہیں۔ آئی پی آئی ایس کے زیر اہتمام ایک انگریزی سہ ماہی مجلّہ بھی "دی ایرانین جرنل آف انٹرنیشنل افیرز" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس مجلّے میں بھی دیگر بین الاقوامی امور کے علاوہ وسطی ایشیا' قفقاز اور روس سے متعلق بالعموم اور خطے کے ممالک کے ساتھ ایران کے تعلقات پر بالخصوص مضامین اور مقالے شائع کیے جاتے ہیں۔

آئی پی آئی ایس اور او آر ای کے زیر اہتمام خطے کے تمام ممالک کے ساتھ ایران کے اجتماعی تعلقات کو فروغ دینے کے لیے متعدد منصوبوں پر کام ہورہا ہے۔ جن میں نو آزاد ممالک میں فارسی